Digitized by Khilafat Library Rabwah

روزنامہ
الفضل ربوہ
فون ۴۴۹
قائمقام ایڈیٹر
یوسف سہیل شوق
رجسٹرڈ نمبر
ایل ۵۲۵۴
جلد ۷۵/۴۰ | منگل ۲۹ محرم الحرام ۱۴۱۱ھ، ۲۱ ظہور ۱۳۶۹ہش، ۲۱ اگست ۱۹۹۰ء | نمبر ۱۴۰

غریب اور بے سہارا بندوں کی ہمدردی

"خدا کو پانے کے لئے کامل عجز اختیار کرنا ضروری ہے۔ اور خدا کے عاجز بندوں سے تعلق بڑھانا ضروری ہے۔ خدا کے غریب اور بے سہارا اور کمزور بندوں کیلئے دل میں گہری ہمدردی کا پیدا ہونا ضروری ہے۔ یہاں تک کہ آپ ان کے ساتھ ہو جائیں۔ ان میں سے اپنے آپ کو شمار کرنے لگیں۔ ان کے دکھ بانٹنے لگیں۔ اپنے سکھ ان کے ساتھ بانٹنے لگیں"۔

(ارشاد سیدنا حضرت امام جماعت احمدیہ (الرابع) ایدہ اللہ تعالے
الفضل ۱۷ جون ۱۹۹۰ء صہ ۳ کالم ۱)

جماعت احمدیہ کی تاریخ میں ایک سال میں احمدی ہونے والوں کی ریکارڈ تعداد

اس سال ایک لاکھ ۲۳ ہزار افراد احمدی ہوئے

۱۲۴ ممالک میں احمدیت مستحکم طور پر قائم ہو چکی ہے

ایک سال میں ۳۲۴ نئی بیوت الذکر کی تعمیر۔ ۱۴ نئے جماعتی اخبار و جرائد کا اجراء

۳۶ ممالک کے ریڈیو۔ ۲۸ ممالک کے ٹیلیویژن نے جماعت کے بارہ میں پروگرام نشر کئے

تحریک وقف نو میں پانچ ہزار بچے شامل ہو چکے ہیں۔

جماعت احمدیہ برطانیہ کے جلسہ سالانہ سے حضرت امام جماعت احمدیہ الرابع ایدہ اللہ کا دوسرے روز کا خطاب

جماعت احمدیہ برطانیہ کے ۲۵ ویں سالانہ جلسہ کے دوسرے روز امام جماعت احمدیہ حضرت مرزا طاہر احمد صاحب نے سال گزشتہ کے دوران جماعت کے مختلف شعبہ جات میں ہونے والی غیر معمولی پیش رفت کا ذکر فرمایا اور کہا کہ گزشتہ سال مباہلہ کا اور صد سالہ جشن تشکر کا سال ہونے کی وجہ سے خاص اہمیت کا حامل تھا۔

اس سال چار نئے ممالک میں احمدیت کا قیام عمل میں آیا اور اس طرح خدا تعالیٰ کے فضل و کرم کے ساتھ دنیا بھر کے ۱۲۴ ممالک میں احمدیت مستحکم ہو چکی ہے اور ارجنٹائن میں برازیل کے ایک دوست نے مشن ہاؤس خرید کر پیش کر دیا ہے۔ جماعت کی ترقی کی رفتار کا جائزہ لیتے ہوئے آپ نے فرمایا کہ گذشتہ سال خدا تعالےٰ کے فضل سے ایک لاکھ تیئس ہزار سے زائد افراد حلقہ بگوش احمدیت ہوئے۔ یہ تعداد جماعت کی ۱۰۰ سالہ تاریخ میں کسی ایک سال میں احمدی ہونے والی سب سے بڑی تعداد ہے۔ اس میں ایک ملک کے گورنر جنرل اور ایک ملک کے وزیر تعلیم بھی شامل ہیں۔ ملک وار نئی جماعتوں کے قیام کا ذکر کرتے ہوئے حضور نے فرمایا کہ امسال خدا کے فضل سے ۱۱۳۷ مقامات پر نئی جماعتیں قائم ہوئی ہیں۔

پاکستان میں جماعت احمدیہ پر ہونے والے مظالم کا تذکرہ کرتے ہوئے امام جماعت احمدیہ نے فرمایا کہ وہاں اب تک ۲۹ احمدیہ بیوت الذکر منہدم کی گئی ہیں لیکن اس کے بدلہ میں خدا تعالیٰ کے بے انتہا فضلوں کا اظہار اس طرح ہوا کہ صرف گذشتہ ایک سال میں ہمیں دنیا بھر میں ۳۲۴ نئی بیوت الذکر تعمیر کرنے کی توفیق عطا ہوئی۔ اس کے علاوہ جوبلی کے سال میں ہمیں ۲۲۴ بیوت الذکر بنی بنائی مل گئیں۔ اس طرح گذشتہ ۶ سالوں میں جو بیوت الذکر ان کے اماموں اور نمازیوں سمیت جماعت کو عطا ہوئیں ان کی تعداد ۵۱۱ بنتی ہے۔ اسی طرح دنیا بھر میں مشن ہاؤسز کی تعداد میں بھی نمایاں اضافہ ہوا۔ اور بعض ممالک میں جماعتی عمارات کے لئے قطعات زمین بھی خریدے گئے

ٹیلی ویژن۔ ریڈیو اور پریس نے بھی دنیا بھر کے ممالک میں جماعت کے ساتھ غیر معمولی تعاون کیا چنانچہ اس سال ۳۶ ممالک کے ریڈیو اور ۲۸ ممالک کے ٹیلیویژن نے جماعت کے بارہ میں متعدد پروگرام نشر کئے۔ دنیا بھر کے ۵۴۸ اخبارات نے خبریں۔ تبصرے۔ اداریے اور انٹرویو شائع کئے۔ اس ضمن میں شعبہ پریس اینڈ پبلی کیشن کی مساعی کا ذکر کرتے ہوئے حضور نے فرمایا کہ یہ شعبہ گذشتہ چھ سال سے رضاکارانہ طور پر خدمت کر رہا ہے۔ یہ لوگ انتھک محنت کر رہے ہیں اور نہایت احسن طریق پر خوش اسلوبی سے مفوضہ فرائض سرانجام دے رہے ہیں۔ حضور نے شعبہ سمعی بصری کے کام کو بھی بہت سراہا۔

خدمت خلق کے ضمن میں آپ نے خصوصیت کے ساتھ افریقہ میں جماعت احمدیہ کی خدمات کا ذکر فرمایا اور افریقہ کی اقتصادی بحالی اور ترقی کے لئے جماعت کی وسیع منصوبہ بندی کا ذکر کرتے ہوئے احمدی تاجران اور صنعت کاروں کو وہاں سرمایہ کاری کی تلقین فرمائی۔ آپ نے فرمایا کہ دوران سال ۱۶۷ نمائشوں کا اہتمام کیا گیا۔ جس کے نتیجے میں بہت اعلیٰ نتائج برآمد ہوئے ہیں۔ ۸۷۴ بک سٹال لگائے گئے جہاں جماعت کے لٹریچر سے تعارف کرایا گیا۔ دوران سال بچوں کی چار نئی کتب طبع کروائی گئیں۔ اور بچوں کی موجودہ کتب کے ۱۴ زبانوں میں تراجم کرانے کا انتظام کیا گیا تاکہ بچوں کے علاوہ جماعت میں نئے آنے والے افراد کی تربیت کا خاطر خواہ انتظام ہو سکے۔ ۱۴ نئے جماعتی اخبار و جرائد جاری کئے گئے۔ اسی طرح افریقہ کے پانچ ممالک میں جدید ترین پریس تعمیر کئے جا رہے ہیں جہاں سے آزاد اخبارات کا اجراء کیا جائے گا۔ تحریک وقف نو کے بارہ میں آپ نے فرمایا کہ اس تحریک میں اب

باقی صہ ۳ پر

Digitized by Khilafat Library Rabwah

روزنامہ الفضل ربوہ
پبلشر : آغا سیف اللہ ، پرنٹر : قاضی منیر احمد
مطبع : ضیاء الاسلام پریس۔ ربوہ ، مقامِ اشاعت : دارالنصر غربی ربوہ
قیمت : ایک روپیہ پچاس پیسے

۲۱، ظہور ۱۳۶۹ہش ۲۱، اگست ۱۹۹۰ء

دعا سے آغاز

تمام تعریفوں کی مستحق وہ ذاتِ باری تعالےٰ ہے جس نے اپنے فضل و کرم سے ڈیڑھ ماہ کے تعطّل کے بعد ایک بار پھر ہمیں اس قابل کیا کہ ہم احبابِ جماعت احمدیہ کی خدمت میں الفضل پیش کر رہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ اپنے فضل و کرم سے احمدیت کی اس روحانی نہر کو سدا قائم اور رواں دواں رکھے اور رُوحانی پیاسوں کی تسکین کا یہ سامان کبھی اپنے سفر روکنے پر مجبور نہ ہو۔

مذہبی جماعتوں کی تاریخ میں رکاوٹوں اور مشکلات کا سلسلہ نہ ختم ہونے والا ایک باب ہے اور تاریخ مذاہب کے اوراق اس داستان کی لذت آفرینیوں سے لبریز ہیں۔ جماعت احمدیہ کو بھی ان ادوار سے گزرنے کی سعادت ملتی رہی ہے۔ اور مل رہی ہے۔ الفضل جو کہ پاکستان کا قدیم ترین روزنامہ اخبار ہے اپنی ۷۷ سالہ تاریخ میں تین دفعہ جبری بندش کا شکار ہو چکا ہے۔ پہلی بار ۱۹۵۳ء میں ایک سال کے لئے، پھر ۱۹۸۴ء سے ۱۹۸۸ء تک چار سال کے لئے اور اب ۲۱، جون ۱۹۹۰ء سے ۲۰، اگست ۱۹۹۰ء تک ڈیڑھ ماہ کے لئے۔ چونکہ ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ جھنگ کے حکم میں بندش کی میعاد ڈیڑھ ماہ تھی اس لئے ہم اس عرصہ کے گزرنے کے بعد ایک بار پھر احباب جماعت کی خدمت میں حاضر ہو رہے ہیں۔ اور پہلے روز ہماری درخواست یہی ہے کہ احباب جماعت دعاؤں سے ہماری مدد کریں۔ مولا کریم احمدیت کی اس روحانی نہر کو پھلتا پھولتا رکھے۔ اور تشنگان کی پیاس قیامت تک بجھاتے چلے جانے کی توفیق عطا کرتا رہے۔ اے اللہ تو ایسا ہی کر!

تاہم اس مرحلے پر ایک اور ضروری بات بھی احباب جماعت کی توجہ کی محتاج ہے کہ الفضل جس کے بارے میں اغیار کو اس قدر فکر ہے اور جس کی بندش اتنی دفعہ عمل میں آچکی ہے۔ اس کے بارے میں احباب جماعت کا طرزِ عمل کیا ہے۔

کیا ہر احمدی کے گھر میں الفضل جا رہا ہے ؟ کوئی گھر اس روحانی مائدے سے محروم تو نہیں ؟ یہ سوال ہر احمدی سے کرنے کا ہے۔ اور خصوصی طور پر امراء صاحبان، صدر صاحبان، اور ذیلی تنظیموں کے ہر عہدیدار سے کرنے کا ہے۔ کیا الفضل کی توسیع اشاعت کے سلسلہ میں ہر جماعتی عہدیدار اپنی ذمہ داری ادا کر رہا ہے۔ ہم اس موقع پر جملہ احباب اور جملہ عہدیداران جماعت احمدیہ کی خدمت میں پُر زور درخواست کرتے ہیں کہ الفضل کی توسیع اشاعت میں بھرپور حصّہ لیں تاکہ یہ رُوحانی مائدہ ہر احمدی گھر میں پہنچ سکے۔

کبھی بہار میں ملتا ہے تُو خزاں میں کبھی
کبھی خموشیٔ فطرت میں اور بیاں میں کبھی
وہ کون لوگ ہیں جو تجھ کو پا نہیں سکتے
کہ تُو نہاں نہیں ہوتا مرے جہاں میں کبھی

ــــــــ ابوالاقبال

دل دھڑکتا ہے کسی بات کا دھڑکا ہوگا
آنے والے نے بھی جانے ہی کا سوچا ہوگا

دُور کی بات تو آتی ہے سمجھ میں لیکن
دُور تک دُور کی ہر بات کا چرچا ہوگا

دُھوپ ہے دُھوپ سے ہر پھول جُھلس جائیگا
اور کانٹا ہے کہ اس دھوپ میں تیکھا ہوگا

مَیں نے اک چہرے پہ رکھی ہے توجہ ہر کوز
مجھ کو معلوم نہیں، چاند بھی نِکلا ہوگا

تُو سمجھتا ہے جسے میری دعا کی تاثیر
وہ مری خواہشِ دل ہوگی، ارادہ ہوگا

مَیں نے گھنگھور گھٹاؤں سے نچوڑی ہے شراب
کیا مجھے بھی کسی میخانے میں جانا ہوگا

کون کرتا ہے سلیقے سے کوئی کام یہاں
آپ نے آئینہ میں خود کو ہی دیکھا ہوگا

کس طرح لوگوں نے کر لی ہے مرے سر کی شناخت
مَیں تو سمجھا تھا مرا چہرہ ہی پردہ ہوگا

مَیں تصوّر میں لئے پھرتا ہوں اسکی تصویر
کس کو معلوم تھا وہ اس سے بھی اچھا ہوگا

کیا بنائیں گے کسی شخص کو کافر کچھ لوگ ؟
لوگ کہتے ہیں، نسیم آج تماشہ ہوگا

نسیم سیفی

Digitized by Khilafat Library Rabwah

خدا کی قسم! اگر یہ ملک بچ سکتا ہے تو صرف احمدیوں کی دعاؤں سے

پاکستانی احمدیوں نے بے مثال جرأت، صبر اور استقلال کا مظاہرہ کیا ہے

جماعت احمدیہ برطانیہ کے جلسہ سالانہ سے حضرت امام جماعت احمدیہ کا روح پرور اور ولولہ انگیز خطاب

جلسہ میں دنیا بھر کے ۴۷ ممالک سے آٹھ ہزار مرد و زن نے شرکت کی

جماعت احمدیہ برطانیہ کا سالانہ جلسہ مورخہ ۲۷ جولائی "اسلام آباد" ٹلفورڈ میں شروع ہوا۔ افتتاحی اجلاس میں دنیا بھر کے ۴۷ ممالک سے ۸۰۰۰ خواتین و حضرات نے شرکت کی۔ سیدنا حضرت مرزا طاہر احمد امام جماعت احمدیہ (الرابع) ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے جلسہ کا افتتاح فرماتے ہوئے فرمایا کہ اس جلسہ کو اس لحاظ سے بھی امتیازی حیثیت حاصل ہے کہ اس میں امام جماعت خود شامل ہے اور اس لحاظ سے بھی یہ جلسہ منفرد ہے کہ یہ جماعت احمدیہ برطانیہ کا ۲۵واں سالانہ جلسہ ہے۔ یعنی سلور جوبلی کا جلسہ ہے۔ آپ نے فرمایا کہ جماعت احمدیہ عالمگیر کا ہر جلسہ خدا تعالیٰ کی خاطر ہوتا ہے اور دنیا بھر کے احمدی ان جلسوں سے برکت حاصل کرتے ہیں۔

آپ نے اپنے خطاب میں پاکستان میں احمدیوں کے خلاف ہونے والی کارروائیوں کا تفصیل سے ذکر فرمایا اور ان کارروائیوں کو دنیا کی مذہبی تاریخ میں اپنی نوعیت کے اعتبار سے منفرد اور غیر معمولی قرار دیا۔ آپ نے فرمایا کہ ان تمام باتوں کے باوجود پاکستان میں بسنے والے احمدیوں نے جس ایمانی جرأت، صبر، استقلال اور حوصلہ کا مظاہرہ کیا ہے وہ بے مثال ہے۔ امام

جماعت احمدیہ نے پاکستان سے مظلوم احمدیوں کے خطوط کے اقتباسات پڑھ کر سناتے ہوئے عوام کو بتایا کہ کس طرح محض خدا اور اس کے رسول ؐ کا نام لینے کی وجہ سے بے گناہ احمدیوں پر بے بنیاد اور جھوٹے مقدمات دائر کئے جاتے ہیں۔ اور اس سلوک کا شکار صرف مرد ہی نہیں بلکہ عورتیں اور بچے بھی ہیں۔

حضور نے فرمایا کہ پاکستان کے احمدیوں نے فضل الٰہی اور تائید الٰہی کے بے شمار نشانات کو بچشم خود ملاحظہ فرمایا ہے۔ آپ نے پاکستان کے مختلف سیاسی لیڈروں اور مذہبی راہنماؤں کے اخباری بیانات کا حوالہ دیتے ہوئے پاکستان کی موجودہ سیاسی، معاشرتی اور اخلاقی بدحالی کا ذکر فرمایا اور کہا کہ یہ سب کچھ ظاہر کرتا ہے کہ خدا تعالیٰ اس قوم سے اس وقت ناراض ہے۔ آپ نے فرمایا کہ ظلم اور زیادتی کی وجہ سے بظاہر یہ قوم ایسے مقام پر پہنچ چکی ہے۔ جہاں سے واپسی ممکن نہیں۔ آپ نے فرمایا آج ملک کے سیاستدان بیانات دے رہے ہیں کہ ملک جل رہا ہے اور ہمارا معاشرہ درندوں کا معاشرہ بن چکا ہے ان کو اس وقت کیوں ہوش نہ آئی جب جھک سکندر جل رہا تھا، جب احمدیوں کے گھروں کو جلایا جا رہا تھا آپ نے فرمایا کہ ملک کی تباہی کے سامان تو اسی روز سے شروع ہو چکے تھے جب احمدیوں پر ظلم روا رکھا گیا۔ آپ نے فرمایا کہ تعجب ہے کہ قوم اس بدحالی میں المدد المدد کہہ کر فوج کو بلا رہی ہے حالانکہ پچھلے گیارہ سال میں فوج نے ملک کو وہاں تک پہنچایا جہاں یہ آج یہ پہنچ چکا ہے اگر ایک ظالم ڈکٹیٹر ملک پر مسلط نہ رہتا تو ناممکن تھا کہ پاکستان کی یہ شکل بنتی۔ پاکستان کی گذشتہ تاریخ سے پتہ چلتا ہے کہ کبھی عوام فوج سے بھاگ کر سیاستدانوں کی طرف لپکے اور کبھی سیاستدانوں سے پناہ مانگ کر فوج کو بلانے دوڑے حالانکہ ملک کو نہ فوج بچا سکتی ہے اور نہ ہی سیاستدان۔ پاکستان کے عوام کو صرف خدا تعالیٰ سے مدد مانگنی چاہئیے اور توبہ کرنی چاہئیے کیونکہ جب خدا تعالیٰ کسی قوم کو سزا دینے کا فیصلہ کرتا ہے تو دنیا کی کوئی طاقت اس کو بچا نہیں سکتی۔ ہاں دعائیں ہی ہیں جو بچا سکتی ہیں۔

حضور نے فرمایا "آج بھی اگر توبہ کرو تو ہماری دعائیں جن پر تم نے ظلم توڑے ہیں۔ خدا کی قسم، آج بھی تمہیں بچا لیں گی" "ایک ہی راہ ہے اور صرف ایک راہ۔ کہ یہ توبہ کریں اور اگر موت آ بھی گئی ہو تو میں خدا کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ احمدیوں کی دعاؤں سے موت ٹل جائے گی اور ملک بچ جائے گا۔"

اپنے خطاب کے آخر میں آپ نے فرمایا کہ دشمن کی تمام تر مخالفت کے باوجود آج احمدیت ہی واحد جماعت ہے جس پر دنیا میں کبھی سورج غروب نہیں ہوتا۔ آپ نے فرمایا کہ ہم اس بھرپور کوشش کے قائل ہیں جو مُردوں کو زندہ کرنے والی ہے۔ اور ہم دل و جان کے ساتھ اس بھرپور کوشش میں مصروف ہیں۔ آپ نے فرمایا کہ جب خدا تعالیٰ کسی پر فضل کرنے کا ارادہ کرتا ہے تو ساری دنیا مل کر بھی فضل کے اس ہاتھ کو روک نہیں سکتی۔ آپ نے فرمایا کہ دین حق کے لئے تمام دنیا کو فتح کرنے کے دن قریب سے قریب تر آ رہے ہیں اور جماعت احمدیہ ہی وہ سعید بخت جماعت ہے جس کو ۱۰۰ سال کے بعد یہ فتح عظیم

بقیہ: ص۱ سے آگے

تک پانچ ہزار سے زائد واقفین پیدا ہو چکے ہیں۔ دورہ نمائندگان کے سلسلہ میں آپ نے فرمایا کہ امسال ۲۳ نمائندگان نے ۳۵ ممالک کا دورہ کیا جس کے بہت اچھے نتائج نکلے۔ اشاعت قرآن کے سلسلہ میں آپ نے فرمایا کہ گذشتہ سال دنیا بھر میں قرآن کریم کے ۲۷۶۴۲ نسخے بھجوائے گئے۔ منتخب آیات قرآنی، احادیث مبارکہ اور حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ کے منتخب ارشادات بھی بہت بڑی تعداد میں دنیا بھر میں تقسیم کئے گئے۔ تراجم قرآن کریم کا ذکر کرتے ہوئے آپ نے فرمایا کہ اب تک ۴۱ زبانوں میں قرآن کریم کے تراجم چھپ چکے ہیں۔ ۱۱ زیر طبع ہیں! اس طرح اس سال کے آخر تک اللہ نے چاہا تو یہ تعداد ۵۲ ہو جائے گی۔ جبکہ آئندہ چند سال تک دنیا بھر کی ۱۰۰ زبانوں میں تراجم قرآن شائع کرنے کا پروگرام ہے۔

حضور نے فرمایا کہ پاکستان میں اسیرانِ راہ مولیٰ کی یاد میں دنیا کے مختلف ممالک میں قیدیوں سے رابطہ کیا گیا۔ اور ان کو تحائف وغیرہ دیئے گئے۔ نصرت جہاں کا ذکر کرتے ہوئے امام جماعت احمدیہ نے فرمایا کہ اس وقت جماعت کے ۳۷ ہسپتال کام کر رہے ہیں۔ اور مجموعی طور پر ۳۲۹ سکول قائم ہیں جن میں پرائمری اور سکینڈری سکول شامل ہیں۔

حاصل کرنے کے لئے پیدا کیا گیا ہے۔

حضرت امام جماعت احمدیہ سے خطاب سے قبل برطانیہ کے ممبر پارلیمنٹ مسٹر ہیوگو سومرسن نے اپنے خطاب میں جماعت احمدیہ کی عالمگیر خدمات کو زبردست خراج تحسین پیش کرتے ہوئے اس جلسہ میں شرکت کو اپنے لئے باعث فخر قرار دیا۔ آپ نے کہا کہ دین حق کی جو حسین تصویر جماعت احمدیہ پیش کرتی ہے اس سے دنیا کو کوئی خطرہ نہیں۔ انہوں نے کہا کہ برطانیہ میں آج جس فیملی سسٹم کی اشد ضرورت ہے احمدیہ جماعت اسے قائم کرنے کی جدوجہد کر رہی ہے۔ اور یہ انسانیت کی عظیم ترین خدمت ہے۔

اجلاس سے WAVERLAY کے میئر نے بھی خطاب کیا۔ اور جماعت احمدیہ کی خدمات کو زبردست خراجِ تحسین پیش کیا۔

صدر انجمن کے وفات یافتہ پنشنران کی بیوگان متوجہ ہوں

صدر انجمن احمدیہ کے وفات یافتہ پنشنران کی بیوگان کی فیملی پنشن منظور ہوئی ہے اسی طرح بیوگان مندرجہ ذیل کوائف دفتر محاسب کو جلد از جلد مہیا فرما دیں۔

۱۔ اپنا مکمل پتہ۔
۲۔ موصیہ ہیں یا غیر موصیہ (اگر موصیہ ہیں تو وصیت نمبر تحریر کریں)
۳۔ پنشن ماہانہ کی وصولی کے لئے کیا انتظام ہوگا۔ آیا اکاؤنٹ میں جمع کروائیں گی یا خود دفتر آ کر وصول کریں گی۔
۴۔ صدر انجمن احمدیہ / تحریک جدید میں امانت نمبر ہو تو تحریر کریں۔ بصورت دیگر اکاؤنٹ کھلوا کر نمبر بھجوائیں۔ تاکہ ہر ماہ پنشن ان کی امانت میں جمع کروائی جا سکے۔

(محاسب۔ صدر انجمن احمدیہ ربوہ)

نفسانی جذبات کو بکلی چھوڑ کر خدا کی رضا کیلئے وہ راہ اختیار کرو جو اس سے زیادہ کوئی راہ تنگ نہ ہو۔ دنیا کی لذتوں پر فریفتہ مت ہو کہ وہ خدا سے جدا کرتی ہیں اور خدا کے لئے تلخی کی زندگی اختیار کرو۔ درد، جس سے خدا راضی ہو اس لذت سے بہتر ہے جس سے خدا ناراض ہو جائے اور وہ شکست جس سے خدا راضی ہو اس فتح سے بہتر ہے جو موجب غضب الٰہی ہو۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

شذرات

نون ـ سین

ہپناٹزم

۱۹۵۰ء میں انگلستان میں چوہدری ظہور احمد باجوہ صاحب امام بیت الفضل لندن تھے۔ سکاٹ لینڈ میں مربی کیلئے مکان خریدنے کی ضرورت پیش آئی تو آپ نے مسٹر عزیز دین کو وہاں بھیجا اور چونکہ میری ان سے پرانی دوستی تھی مجھے بھی ساتھ کر دیا۔ شاید اس لئے کہ مفت میں سکاٹ لینڈ دیکھ آئے گا اور مکرم بشیر احمد صاحب آرچرڈ سے ملاقات بھی ہو جائے گی۔ ایڈنبرا پہنچے تو ریلوے سٹیشن پر مسٹر بشیر احمد آرچرڈ کو منتظر پایا۔ وہ ہم دونوں کو ساتھ لے کر راستے میں ایک جگہ چائے پلانے کیلئے ٹھہر گئے۔ اور جب ہم نے چائے کی پیالی ہاتھ میں لی تو انہوں نے اتنی دیر میں لوہے کی تاروں کے کچھ چھلوں کو یوں منسلک کر دیا کہ ان کا ایک دوسرے سے الگ کرنا آسان نہیں تھا۔ وہ فوری طور پر انہیں میز پر رکھ کر کہنے لگے کہ انہیں الگ الگ کیجئے۔ ہم تو ایسا نہیں کر سکتے تھے۔ انہوں نے بہر حال چھپا کر ایسا کیا اور کہا یہ لو الگ الگ ہو گئے۔ وہاں سے اٹھے تو کہنے لگے کہ آج ایک ہال میں مسمریزم کا مظاہرہ ہو گا۔ میں نے آپ کے لئے پاس لے رکھے ہیں گھر جانے سے پہلے یہ مظاہرہ دیکھ لیں۔ ہم تینوں اس ہال میں پہنچے تو دیکھا کہ آڈیٹوریم کھچا کھچ بھرا ہوا ہے۔ سٹیج پر ایک شخص نے کچھ سامان لگایا ہوا ہے۔ کرسیاں ہیں۔ میز ہے۔ اور وہ مسمریزم یا ہپناٹزم کے مظاہرے کے لئے تیار ہے چنانچہ ہال سے اس نے دو افراد کو سٹیج پر بلایا اور انہیں میز کے ساتھ رکھی ہوئی کرسیوں پر سلانا شروع کر دیا۔ کچھ دیر کے بعد کہنے لگا۔ میز پر کھانا پڑا ہے آپ کھانا شروع کریں۔ چنانچہ ان دونوں افراد نے چمچے ہاتھ میں لئے اور خالی پلیٹوں سے کھانا شروع کر دیا۔ اس کے بعد ایک اور شخص کو بلایا۔ اور دو کرسیاں کچھ فاصلے پر رکھ کر ایک کرسی پر اس شخص کے پاؤں اور دوسری کرسی پر اس کا سر رکھ کے اسے سلانا اور اسکے جسم کو سخت کرنا شروع کر دیا۔ اگر سخت نہ کیا جاتا تو وہ شخص ایک کرسی پر پاؤں اور دوسری پر سر رکھ کر وہاں لیٹ نہیں سکتا تھا۔ لیکن وہ لکڑی کے تختے کی طرح سخت ہو گیا اور اس نے ایک اور شخص کو بلا کر کہا کہ آپ اس کے پیٹ پر کھڑے ہو جائیں۔

مسٹر بشیر آرچرڈ اس قسم کی باتوں کا خاص شوق رکھتے تھے اور اسی شوق کے پیش نظر انہوں نے مناسب سمجھا کہ ہمارا استقبال اس مظاہرے کے ساتھ کیا جائے کہتے ہیں کہ جہاں تک کسی شخص پر اثر ڈالنے کا تعلق ہے یہ آج سے ہزاروں سال پہلے ہندوستان اور مصر میں ایک خاص عمل کے طور پر کیا جاتا تھا۔ اس سے بیماریوں کا علاج بھی کیا جاتا تھا اور بعض طاقتوں کے اظہار کے لئے بھی اس عمل کو لوگ استعمال کرتے تھے۔ لیکن جہاں تک موجودہ دور کے ہپناٹزم یا مسمریزم کا تعلق ہے یہ کوئی بہت پرانی بات نہیں ہے۔ آج سے زیادہ سے زیادہ ڈھائی سو سال پہلے یہ بات شروع ہوئی تھی۔ ویانا کے ایک شخص جو وہاں ۱۷۳۴ء میں پیدا ہوئے تھے اور جن کا نام فریڈرک اینٹاؤنے میسمر (ANTOINE MESMER) تھا۔ انہوں نے ڈاکٹری میں ایم ڈی کی ڈگری حاصل کرنے کے بعد ایک جیسوئٹ فادر سے متاثر ہو کر اس کے طریق پر لوگوں کا علاج شروع کر دیا یہ طریق تھا مقناطیس کے استعمال کا۔ ڈاکٹر مسمر اس سے بڑے متاثر ہوئے اور انہوں نے لوگوں کا علاج میگنٹ یعنی مقناطیس ہی سے کرنے کا آغاز کر دیا۔ کہتے ہیں کہ وہ اس قسم کے علاج میں اتنے کامیاب ثابت ہوئے کہ ویانا میں چھپنے والی اخباروں نے ان کی کامیابی کی خبریں نہایت نمایاں اور جلی حروف میں شائع کرنی شروع کر دیں ۱۷۷۸ء میں ڈاکٹر مسمر نے پیرس میں پریکٹس شروع کی اور وہاں انہیں تجربے کرتے ہوئے یہ بات معلوم ہوئی کہ انسانی جسم سے ایک ایسا مواد نکلتا ہے۔ جسمیں مقناطیسی خواص موجود ہیں۔ اور اس مواد سے بیماریوں کا علاج کیا جا سکتا ہے ان دنوں اسے انسانی مقناطیس کہا جاتا تھا۔ چنانچہ ڈاکٹر مسمر نے اپنے طریق علاج کو انسانی مقناطیس کے ساتھ منسلک کر دیا۔ یہاں بھی ان کی کامیابی بہت نمایاں رہی۔ اس زمانے میں دنیا میں بہت سی ایجادات ہو رہی تھیں۔ چنانچہ ہر نئی چیز کو لوگ بڑی توجہ کے ساتھ دیکھتے تھے اور اس پر عمل کرنے کے لئے تیار رہتے تھے۔ جب ڈاکٹر مسمر کے پاس مریضوں کی تعداد بہت زیادہ ہونے لگی تو انہوں نے اپنے طریقہ علاج کو انفرادی سے بدل کر اجتماعی کر دیا۔ یعنی بیک وقت کئی کئی مریضوں کا علاج شروع کر دیا۔ ڈاکٹر مسمر تو ۸۰ سال کی عمر پا کر وفات پا گئے۔ لیکن اپنے پیچھے ایسے شاگرد چھوڑ گئے جنہوں نے اس طریقہ علاج کو خاصا فروغ دیا۔ ان میں سے ایک شخص کا نام ڈاکٹر لائی والٹ LIEBEAULT تھا یہ نینسی پیرس کے رہنے والے تھے۔ اور یہ وہ شخص ہے جس نے اس علاج کو ہپناسس کا نام دیا۔ ان کے بعد ایک اور شخص جن کا نام مسٹر ایمیلے کاؤ (EMILE COUE) تھا انہوں نے ایک بالکل نئے اور سادہ طریق علاج سے دنیا کو حیران کر دیا۔ اس علاج کا نام رکھا گیا سلف ہپناٹزم یعنی انسان اپنے آپ کو ہپناٹزم کے ماتحت لے آئے۔ اور اپنا علاج شروع کر دے۔ ان کے طریق علاج کی بنیاد یہ تھی کہ ہر جسم میں علاج کی طاقت موجود ہے۔ اور اگر ہم ایسے خیالات یا تجاویز پیش کریں جن کا صحت کے ساتھ تعلق ہو اور یہ روزانہ کرتے رہیں تو کوئی بیماری ایسی نہیں جس کا از خود علاج نہ ہو جائے۔ کہتے ہیں کہ جب ۱۹۱۴ء میں عالمگیر جنگ چھڑی اسوقت مسٹر کاؤ ہر سال ۱۵۔ ہزار مریضوں کا علاج کرتے تھے یعنی ہر سال پندرہ ہزار مریض ان کے پاس علاج کے لئے آتے تھے۔ جہاں تک ڈاکٹر مسمر کی بنیادی تھیوری کا تعلق ہے یہ "ترانہ" کہلاتی تھی یا عالمی طاقت جو کہ ساری دنیا میں موجود ہے۔ اور جسکے ذریعے تمام چیزیں حرکت میں آتی ہیں اور دوسری چیزوں کو طاقت اور قوت مہیا کرتی ہیں۔ سمجھتے ہیں کہ ہم یہ طاقت ہوا سے۔ پانی سے۔ سورج کی کرنوں سے اور خوراک سے حاصل کرتے ہیں۔ اسکے علاوہ جب انسان خوش باش ہو تو اسی طاقت کو خاصی تیزی کے ساتھ اور خاصی بڑی مقدار میں فضا سے حاصل کرتا ہے۔ یہ بالکل اسی طرح ہے جس طرح ہمارے پھیپھڑے آکسیجن کو حاصل کرتے ہیں۔ یہ طاقت ہماری نسوں تک پہنچتی ہے اور جتنی یہ طاقت زیادہ طاقتور ہو گی اتنا ہی زیادہ ہم صحت مند ہوں گے۔ اور ذہین بھی اور اگر یہ طاقت کم ہو تو جسمانی اور ذہنی بیماریوں کے لاحق ہونے کے مواقع زیادہ ہو جاتے ہیں چونکہ یہ طاقت ہمارے اندر ہماری نسوں یا وریدوں کے ذریعے کام کرتی ہے۔ اور ہمارا اعصابی نظام ہمارے دماغ کے ماتحت کام کرتا ہے اس لئے یہ طاقت بھی ہمارے دماغ کے ساتھ تعلق رکھتی ہے اور اس سے اثر لیتی ہے۔ اس لئے کہتے ہیں کہ جس شخص کو ترانہ پر اختیار حاصل ہو جائے وہ اپنی اسی طاقت کے ارتعاش کو دوسروں تک پہنچا سکتا ہے اور ان کے ذہن میں بھی وہی خیالات پیدا ہو جاتے ہیں جو اس شخص کے ہیں۔ یہی راز ہے بیماریوں سے صحت یابی کا۔ سب سے پہلے اس کا مظاہرہ جس ڈاکٹر نے کیا وہ ڈاکٹر الیگزینڈر ارکسن تھے اور لندن کے رہنے والے تھے ہپناٹک علاج میں اپنے وقت کے بہت مشہور ڈاکٹر تھے۔ جب انہوں نے مظاہرہ کیا تو نیو کاسل انگلینڈ میں ڈاکٹروں کو جمع کر کے ایک مریض کو جسکی عمر ۲۴ سال تھی اور جو سات سال سے قطعی طور پر معذور تھا۔ چلنا پھرنا تو درکنار ہل جل بھی نہیں سکتا تھا۔ اسکے علاج کے لئے جب انہوں نے بات کرنا شروع کی تو پہلے فقرات پر ایسے لگا کہ کوئی اثر نہیں ہوا۔ چنانچہ ڈاکٹروں میں سے جو وہاں جمع تھے۔ کوئی ڈاکٹر ہنسا اور مذاق کے طور پر اس نے کہا کہ شاید کوئی بات نہیں بنے گی۔ لیکن انہوں نے اپنا عمل جاری رکھا۔ اور اس شخص سے کہنے لگے کہ میں چاہتا ہوں کہ تم میری بات سنو تم ایک جہاز پر ہو اور میں تمہارا کمانڈنگ افسر ہوں۔ جو کچھ میں کہوں گا تم اسکی اطاعت کرو گے وہ یہ بات کہتے رہے اور پھر ایسا ہوا کہ اس شخص نے ایک ہلکی سی چیخ ماری اور لوگوں نے دیکھا کہ اس کا پسینہ بہہ رہا ہے۔ ایسے معلوم ہوتا تھا کہ ذہنی طور پر انتہائی کوفت محسوس کر رہا ہے ڈاکٹر ارکسن نے پھر اسکی طرف توجہ کی اور اس سے کہا کہ اب تیار ہو جاؤ جہاز ایک منٹ میں ڈوبنے والا ہے۔ ہم نے یہاں سے چھلانگ لگانی ہے ڈرنا بالکل نہیں میں تمہارے ساتھ ہی چھلانگ لگاؤں گا۔ ہم دونوں اکٹھے یہاں سے جائیں گے۔ میں تمہارا خیال رکھوں گا۔ اب تیار ہو جاؤ۔ چھلانگ لگاؤ۔ تیرنا شروع کرو اپنے بازو اور اپنی ٹانگوں کو ہلاؤ۔ جب ڈاکٹر ارکسن نے یہ کہا تو لوگ حیرت سے دیکھنے لگے اور ان کے منہ کھلے کے کھلے رہ گئے۔ کیونکہ جو کچھ وہ کہہ رہے تھے وہ بیمار یا معذور شخص ان کے مطابق کر رہا تھا۔

ہوتا کیا ہے۔ کہتے ہیں کہ ہوتا یہ ہے کہ وہ طاقت جو ساری فضا میں موجود ہے اور ہر انسان کو اسکے اعصاب میں میسر آتی ہے۔ وہ ایک شخص سے دوسرے شخص میں منتقل بھی کی جا سکتی ہے یا ایک شخص دوسرے شخص کی اس طاقت کو زیادہ طاقتور بناتا ہے۔ ان ساری

Digitized by Khilafat Library Rabwah

باتوں کے پیش نظر کہا جا سکتا ہے کہ ہپناٹزم ایک ایسی سائنس ہے جس سے پہلے انسان کو بے ہوش کیا جاتا ہے اور وہ یہ محسوس کرتا ہے کہ وہ خواب دیکھ رہا ہے۔ خواب دیکھنے کی شعوری حالت اسکے لاشعور میں چلی جاتی ہے۔ اور اس کے لاشعور کو جگا دیتی ہے۔ ہپناسس اسی لاشعوری طاقت کے ساتھ اپنا مظاہرہ کرتی ہے۔

ایسے واقعات تو بہت سے بیان کئے جاتے ہیں۔ خدا جانے ان کی ماہیت کیا ہے۔ لیکن اس میں کچھ شک نہیں کہ دنیا بھر میں اور خاص طور پر مغربی ممالک میں ہپناٹزم سے بہت کام لیا جا رہا ہے۔ علاج بھی کئے جا رہے ہیں۔ ذہنی پریشانیاں بھی دور کی جا رہی ہیں پر پریشانیاں کس حد تک دور ہو جاتی ہیں اور کتنی دیر تک دور رہتی ہیں اور جن کا علاج کیا جاتا ہے وہ اس علاج کے بعد کتنی دیر تک صحت مند رہتے ہیں اس بات کا ہمیں کوئی علم نہیں۔ بہر حال جو کچھ ہم نے سنا وہ آپ کو سنا دیا ہے۔

سری لنکا میں احتجاج

سری لنکا کی فوج کے ہائی کمان نے سرکاری طور پر اس بات پر احتجاج کیا ہے کہ تامل باغی فوجی اڈوں پر حملہ کر رہے ہیں اور بعض حساس مقامات کی تصاویر بھی لے رہے ہیں۔ فوجی ہائی کمان نے یہ شکایت اس وقت پیش کی جب کہ باغیوں نے حکومت کے ہوائی جہازوں اور ہیلی کاپٹروں کے متعلق کہا کہ وہ جزیرے کے شمال اور مشرق میں باغیوں کے کیمپوں کے فوٹو لے رہے ہیں۔ جاسوسی کے ان الزامات نے بہت سے لوگوں کو اس بات کے ماننے پر مجبور کر دیا ہے کہ تامل ٹائیگرز اور حکومت کے درمیان ایک سال سے جو گفت و شنید ہو رہی تھی وہ اب ڈگمگانے لگی ہے۔ بالا سنگھم نے آزاد اخبار آئی لینڈ کو بتایا کہ ان کی تنظیم اب خاصی خبردار ہو چکی ہے اور اب وہ بڑی تیزی کے ساتھ جنگ کی تیاریاں کر رہی ہے انہوں نے سری لنکا کی حکومت پر الزام لگایا کہ وہ نہایت ہی آہستہ روی سے چل رہی ہے اور گفت و شنید کو کسی نتیجے پر نہیں پہنچنے دیتی اسی دوران حکومت نے سینکڑوں فوجیوں کو شمال اور مشرق کی طرف بھیج دیا ہے جہاں باغیوں کے مضبوط اڈے ہیں۔ انہوں نے مزید کہا کہ ہم جانتے بوجھتے ہوئے یا انجانے میں ایسے مقام پر آ گئے ہیں جہاں ایک اور بہت بڑا جھگڑا کھڑا ہو سکتا ہے۔ جب سے امن کی گفتگو شروع ہوئی ہے ٹائیگرز نے متنبہ کیا ہے کہ اگر یہ گفتگو ناکام رہی تو حکومت کا ڈٹ کر مقابلہ کریں گے۔ یہ حکومت سنہالیز کی اکثریت کی حکومت ہے اور ہمارا یہ مقابلہ صحیح نتائج پیدا کرنے کیلئے آخری مقابلہ ہوگا

ماحولیات اور تاجر

کارل ساگن (CARL SAGAN) امریکہ کے ایک بہت مشہور سائنس دان ہیں۔ انہوں نے اس خیال کا اظہار کیا ہے کہ ٹیکنالوجی سے عالمی ماحولیات کا بحران حل کیا جا سکتا ہے۔ اور اس سلسلے میں امریکہ کی جو کارپوریشنز ہیں انہیں ایک ادارہ قائم کرنا چاہیے۔ مسٹر ساگن امریکہ کے تاجروں کی ایک کانفرنس سے خطاب کر رہے تھے جسکا موضوع عالمی ماحولیات تھا۔ اس کانفرنس کا اہتمام امریکی فارن سروس ایسوسی ایشن نے کیا تھا۔ ساگن نے کہا کہ یہ ادارہ جسکے متعلق انہوں نے کہا ہے کہ امریکہ کی کارپوریشنز کو قائم کرنا چاہیئے اسکے ذریعے ماحولیات کے مختلف مسائل پر تحقیقات کی جائے گی۔ تجار حضرات اور حکومت کو آپس میں گفت و شنید کر کے ماحولیات کے مسائل کو حل کرنا چاہیے۔ دراصل بات یہ ہے کہ تجار حضرات اپنی کمائی ہوئی رقم میں سے ماحولیات کی درستی کے لئے فنڈز مہیا کریں گے۔ تاکہ وہ ادارے جو بالواسطہ ماحولیات سے تعلق رکھتے ہیں۔ انہیں مالی مشکلات کا سامنا نہ ہو اور وہ آسانی اور آسائش کے ساتھ اپنے کام کو جاری رکھ سکیں۔ مسٹر ساگن نے متنبہ کیا کہ جہاں تک موجودہ ٹیکنالوجی کے خطرات کا تعلق ہے اسکے بہت سے پہلو ابھی تک سامنے نہیں آئے۔ دنیا بھر میں ۵۳۰۰ ملین لوگ ایسے ہیں۔ جنہیں فوری طور پر ماحولیات کی آلودگی میں انجانے میں نقصان پہنچ سکتا ہے۔ انہوں نے کہا کہ ہم بعض چیزیں ایسی تیار کر رہے ہیں جن کے سائیڈ ایشوع ماحولیات پر بہت برا اثر ڈالتے ہیں اور وہ انسانی زندگی کے لئے بھی خطرناک ہیں گویا ایک طرف ہم بہبود کے کام کر رہے ہیں اور دوسری طرف اسی بہبود کی ضمنی بات بربادی بنتی جا رہی ہے۔

وقت کی تبدیلی

عالمگیر جنگ دوئم کے دوران دہلی میں گھر سے دفتر جاتے ہوئے راستے میں ہندوستان ٹائمز (اخبار) کی بہت بڑی بلڈنگ پڑتی تھی اور اس پر عام طور پر اہم خبریں نمایاں تحریر میں لکھ کر لگا دی جایا کرتی تھیں۔ ایک دن دیکھا کہ وہاں یہ لکھا ہوا ہے کہ آج سے گھڑیوں کا وقت ایک گھنٹہ آگے کر دیا گیا ہے۔ بڑی حیرت ہوئی کہ آخر اس سے کیا بنے گا۔ اگر آپ نے ۵ بجے کو ۶ بجے کہہ دیا یا ۶ بجے کو ۷ بجے کہہ دیا تو اس سے کیا فرق پڑے گا۔ لیکن بعد میں پتہ چلا کہ دراصل وہ کام کرنے والوں کے لیے دن کا زیادہ حصہ مخصوص کرنے کی غرض سے اور بجلی کم خرچ کرنے کے پیش نظر ایسا کر رہے تھے۔

اب بھی آپ نے دیکھا ہوگا کہ سردیوں اور گرمیوں میں انگلستان کا اپنا وقت کچھ اور ہوتا ہے اور گرین وچ میں ٹائم کچھ اور ہوتا ہے۔ ان دونوں میں ایک گھنٹے کا فرق ہوتا ہے۔ اسی لئے کبھی یوں لگتا ہے کہ پاکستان کے وقت اور انگلستان کے جس وقت کا اعلان کیا جاتا ہے۔ اس میں ۴ گھنٹے کا فرق ہے۔ اور کبھی پانچ گھنٹے کا فرق لگتا ہے۔ یہ بات دنیا بھر کے ۲۴ ملکوں نے اختیار کی ہوئی ہے۔ ان ملکوں کی تنظیم کا نام ہے۔ آرگنائزیشن فار اکنامک کوآپریشن اینڈ ڈویلپمنٹ۔

جاپان نے ۱۹۴۸ء میں وقت بدلا تھا لیکن جاپانیوں نے شکایت شروع کر دی کہ اس طرح ہمیں دن لمبا لگتا ہے اور گھر جانے سے پہلے بھوک لگ جاتی ہے۔ جس کے نتیجے میں وہاں کی حکومت نے ۱۹۵۱ء میں پھر پرانے وقت پر آنے کا فیصلہ کیا۔ لیکن کہتے ہیں کہ اب پھر اس بات کا امکان ہے کہ زیادہ تر دن کی روشنی میں کام کرنے اور شام یا رات کی بجلی بچانے کے لئے جاپان ایک دفعہ پھر یہ سکیم اختیار کر رہا ہے کہ گھڑیوں کو ایک گھنٹہ آگے کر دے یعنی اگر اب یہ کہا جاتا ہے کہ ۵ بجے سورج نکلتا ہے پھر کہیں گے کہ ۶ بجے سورج نکلتا ہے

افغانستان میں بھی کمیونزم دم توڑ گیا

افغانستان کی پیپلز ڈیموکریٹک پارٹی جنوری ۱۹۶۵ء میں وجود میں آئی تھی۔ اس وقت سے لے کر اب تک اس کی کوئی کانگریس منعقد نہ کی جا سکی اور کہا جاتا ہے کہ کانگریس کے منعقد نہ کئے جانے کی سب سے بڑی وجہ یہ تھی کہ اس کے اراکین آپس میں تضاد کا شکار تھے اور وہ اس بات سے ڈرتے تھے کہ اگر کانگریس منعقد کی گئی اور اس میں انتخاب کا پروگرام رکھا گیا تو شاید یہ لوگ دوبارہ منتخب نہ ہو سکیں لیکن اب نہ صرف کانگریس منعقد کی گئی بلکہ جیسا کہ مشرقی یورپ میں لوگ کمیونزم سے دور بھاگ رہے ہیں یہاں بھی کمیونزم سے دور بھاگنے کی ایک کوشش کی گئی۔ اور وہ کوشش یہ تھی کہ پارٹی کا نام "وطن پارٹی" رکھ دیا گیا تاکہ اس پارٹی کا تعلق کسی دوسری پارٹی یا کسی بیرونی پارٹی سے ثابت نہ ہو سکے اسی موقع پر ڈاکٹر نجیب اللہ ایک دفعہ پھر پارٹی کے صدر منتخب ہو گئے۔ چار ڈپٹی صدران میں سے ایک مسٹر فرید مزدک نے اس کانگریس کی کچھ اجمالی رپورٹ پیش کی ہے وہ کہتے ہیں کہ اگرچہ اراکین کے متعلق بحث تو ضرور ہوئی لیکن سارے کے سارے پرانے ممبر دوبارہ چن لئے گئے۔ پارٹی کے اراکین کی کل تعداد ۱۷۳۶۷۵ ہے۔ اس کانگریس کے موقع پر ۸۲۲ نمائندے حاضر تھے۔ نئی پارٹی کے متعلق کہا جاتا ہے کہ اسے زیادہ جمہوری خطوط پر چلانے کی کوشش کی جائے گی۔ اور اب لوکل انتظامیہ کو بھی اختیارات دیئے جائیں گے۔ جہاں تک ان کے عمائدین کا تعلق ہے انہوں نے فیصلہ کیا ہے کہ وہ مختلف صوبوں میں جا کر اپنے اراکین اور دوسرے لوگوں سے رابطہ پیدا کریں گے اور انہیں یہ بھی بتائیں گے کہ صدر نجیب اللہ اب کن خطوط پر پارٹی کی رہنمائی کرنا چاہتے ہیں۔ اس موقعہ پر پارٹی کی گذشتہ ۲۵ سالہ کارروائی پر سخت تنقید کی گئی لیکن کسی فرد کا نام نہیں لیا گیا بلکہ جن پالیسیوں کے ماتحت پارٹی چلائی جا رہی تھی انہیں ہدف تنقید بنایا گیا۔ اور یہ بھی کہا گیا کہ ہم اپنے پرانے رہنماؤں کا محاسبہ نہیں کر رہے بلکہ ان کی غلطیوں سے کچھ سیکھنا چاہتے ہیں۔ اور یہی غلطیاں ہماری راہنمائی کریں گی کہ اب ہمیں کیا کرنا چاہیئے اور کن باتوں سے گریز کرنا چاہیئے۔

صدر نجیب اللہ نے جو ۳۷ صفحات کی رپورٹ پیش کی اس میں اس بات کا اعتراف کیا کہ پارٹی سے کئی غلطیاں سرزد ہوئی ہیں۔ اور یہ کہ خاص طور پر دانشوروں کو دبانے اور تشدد کرنے کی سب سے بڑی غلطی کا اعتراف کیا جانا چاہیئے۔

دانشوروں کے علاوہ مذہبی رجحان رکھنے والے لوگ بلکہ یوں کہا جا سکتا ہے کہ زندگی کے ہر شعبے سے تعلق رکھنے والے لوگوں پر جنہوں نے پارٹی کی مخالفت کی تشدد کیا گیا اور یہی وجہ ہے کہ یہ پارٹی لوگوں سے الگ تھلگ ہو کر رہ گئی۔ نجیب اللہ کی تقریر نہایت سخت الفاظ کی حامل تھی۔ انہوں نے افغان سیکرٹ سروس جس کا نام خاد

باقی صفحہ پر

Digitized by Khilafat Library Rabwah

تعارف

تتلی کے تعاقب میں

مصنف : اکبر حمیدی

فلیپ پر جوگندر پال جو بھارت کے ایک معروف ادیب ہیں لکھتے ہیں۔

"آپ کا ہر انشائیہ بڑا وسیع آنگن لئے ہوئے ہے۔ کوئی جیسے بھی چاہے کھیلتا رہے۔ انشائیے کی آزادی کا یہی سکوپ اسے اس قدر من موہنا بنا دیتا ہے۔ اس کے علاوہ آپ اپنی سوچ کے اٹھنے بیٹھنے کو اپنی تحریر میں کچھ اس طرح غیر رسمی فنکاری سے سجاتے چلے جاتے ہیں کہ گویا آپ کا پڑھنے والا آپ کو پڑھنے کی بجائے خود آپ ہی سوچ سوچ کر کھلتا جا رہا ہو۔ دراصل یہی وہ چمکار ہے جسے ہم تخلیقیت کا نام دیتے ہیں۔ آپ واقعی بہت ہی تخلیقی اور طبعزاد ہیں خدا آپ کو سلامت رکھے۔"

"تتلی کے تعاقب میں" کا پیش لفظ علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی اسلام آباد کے صدر شعبہ اردو پروفیسر نذیر صدیقی کا تحریر کردہ ہے پروفیسر موصوف لکھتے ہیں اکبر حمیدی ایک جانے پہچانے انشائیہ نگار اور شاعر ہیں جن لوگوں نے انہیں دیکھا ہے وہ جانتے ہیں کہ اکبر حمیدی اونچے قد کے آدمی ہیں۔ جو لوگ ان کے انشائیے اور ان کا کلام پڑھتے رہتے ہیں۔ وہ محسوس کر رہے ہوں گے کہ ان کا ادبی قد ان کے ذاتی قد کے برابر ہو چلا ہے۔ یہ قد والی بات آپ کو ہنسانے کے لئے نہیں کہی جا رہی۔ یہ واقعہ ہے کہ وہ ایک قد آور انشائیہ نگار اور شاعر بنتے جا رہے ہیں۔ زیادہ عرصہ نہیں ہوا جب ان کے انشائیوں کا پہلا مجموعہ "جزیرے کا سفر" شائع ہوا تھا۔ زیر نظر کتاب ان کے انشائیوں کا دوسرا مجموعہ ہے۔ جس میں ان کی انشائیہ نگاری کی تکنیک کچھ اور ابھر کر اور نکھر کر سامنے آئی ہے۔ میرا خیال ہے کہ انشائیے میں احمقانہ باتوں کی بھی اجازت ہے۔ لیکن صرف احمقانہ باتوں پر اکتفا کرنے کی اجازت نہیں۔ دراصل ادب کی کسی بھی صنف میں صرف قافیہ پیمائی سے کام نہیں چلتا۔ معنی آفرینی ضروری ہوتی ہے۔ شاعر کی طرح انشائیہ نگار کے لئے بھی لازم ہے کہ اگر وہ اپنے کام کا آغاز قافیہ پیمائی سے کرے۔ جب بھی معنی آفرینی کی حدود تک ضرور پہنچے ورنہ قارئین کے قیمتی وقت پر اسکا کوئی حق نہیں ہو سکتا۔ انشائیہ شاعری کی جس صنف سے سب سے زیادہ قریب ہے وہ غزل ہے۔ انشائیہ نگار سے انشائیے کا مطالبہ وہی ہوتا ہے۔ جو ایک اچھے غزل گو سے غزل کا ہوتا ہے یعنی بقول شاعر (محبوب خزاں) ایک اچھی غزل میں مطلع اور مقطع دونوں اچھے ہوں۔ بیچ کے پانچ شعر اچھے ہوں اور آٹھواں شعر نہ ہو۔ مطلب یہ ہے کہ غزل میں بھرتی کا شعر نہیں ہونا چاہیئے۔ ٹھیک اسی طرح انشائیے میں بھرتی کے پیراگراف نہیں ہونے چاہئیں اور اگرچہ انشائیے کو مضمون کی ایک قسم کہہ سکتے ہیں۔ کیونکہ انشائیہ مضمون کے فارم میں لکھا جاتا ہے۔ افسانہ یا ناول کے فارم میں نہیں تاہم انشائیے کے اندر مضمونیت بالکل نہیں ہونی چاہیئے انشائیے میں معنی آفرینی نکتہ سنجی اور بصیرت افروزی کی گنجائش ضرور ہے لیکن خاص علمیت اور بقراطیت کے مظاہرے کی گنجائش ہرگز نہیں۔ علمیت اور بقراطیت انشائیے کے لئے خطرناک ہے۔ یقیناً خطرناک ہے۔ لیکن اس کے لئے اس سے بھی زیادہ خطرناک خود انشائیے کی آزادیاں ہیں۔ انشائیہ سنجیدہ سے سنجیدہ موضوع پر بھی لکھا جاسکتا ہے۔ اور غیر سنجیدہ سے غیر سنجیدہ موضوع پر بھی لیکن سنجیدہ موضوع پر لکھتے وقت اس کی سنجیدگی سے آزاد کرنے کی کوشش کرنی چاہیے اور غیر سنجیدہ موضوع پر لکھتے وقت اسکی غیر سنجیدگی کو زیادہ دور تک نہیں لے جانا چاہیے۔ ڈاکٹر جانسن نے انشائیے کو "لوز سیلی آف مائنڈ" (LOOSE SALLY OF MIND) (دماغ یا خیال کی ترنگ) کہا ہے۔ لیکن اچھا انشائیہ صرف خیال کی ترنگ نہیں ہوتا۔ اس میں مشاہدے اور تجربے کا رنگ بھی ہونا چاہیے۔ اکبر حمیدی انشائیے کے فنی اسرار و رموز سے بڑی حد تک آگاہ ہیں۔ ان کے ہاں اسرار و رموز سے کام لینے کا سلیقہ بھی موجود ہے۔ وہ جہاں "نقاد کی حمایت میں" جیسے موضوع پر انشائیہ لکھنے کی قدرت رکھتے ہیں وہاں لوز تھنکنگ (LOOSE THINKING) جیسے موضوع پر بھی انشائیہ لکھنے کا حق ادا کرنے میں کامیاب نظر آتے ہیں انشائیہ نگاری کی ایک شرط غالباً اولین شرط اچھا نثر نگار ہونا ہے۔ بڑا نثر نگار بڑا ناول نگار تو ہو سکتا ہے۔ لیکن اچھا انشائیہ نگار کبھی نہیں ہو سکتا۔ یہ سوال اپنی جگہ اہم ہے کہ اچھا نثر نگار کسے کہتے ہیں۔ اس کے بہت سے معیار ہو سکتے ہیں۔ جن میں سے ایک یہ ہے کہ اسے جملہ لکھنا آتا ہے سو میرا خیال ہے کہ اکبر حمیدی جملہ لکھنا جانتے ہیں۔ دوسری بات انشائیہ نگار کے لئے ضروری ہے وہ یہ ہے کہ اسے انشائیے کو شروع کرنے اور ختم کرنے کا فن آتا ہے۔ اکبر حمیدی کے بیشتر انشائیوں کا آغاز اور اختتام فنی تقاضوں سے ہم آہنگ ہوتا ہے۔ انشائیے کی طوالت اور اس کا اختصار کسی مقررہ اصول کا پابند نہیں۔ لیکن اس معاملے میں خود انشائیہ نگار کو یہ اندازہ کرنا چاہیئے کہ اس کی تخلیقی توانائی طوالت کی متحمل ہو سکتی ہے یا نہیں اکبر حمیدی کے انشائیے دلچسپ ہیں وہ پڑھے جاسکتے ہیں ان سے لطف اندوز ہوا جاسکتا ہے۔ ان کے خیالات کو غیر شعوری طور پر قبول کیا جاسکتا ہے۔ ان کے انشائیوں کو پڑھتے وقت خود زندگی (بمع دنیائے دنی) قابل قبول معلوم ہوتی ہے ان کا انداز فکر مثبت ہے۔ ان کے ہاں انسان دنیا اور کائنات سبھی کی پذیرائی ملتی ہے۔ انشائیہ بظاہر ایک بے ضرر صنف ادب ہے۔ لیکن ایک لحاظ سے نہایت خطرناک صنف ادب بھی ہے۔ اسمیں سنجیدہ سے سنجیدہ بات سرسری انداز میں کہہ دی جاتی ہے۔ وہ سنجیدہ بات انسان کے بنیادی عقائد اور رویے کے خلاف بھی ہو سکتی ہے۔ اس طرح انشائیے کے ذریعے انسانی ذہنوں میں غیر رسمی عقائد اور رویے کی کاشتکاری اور آبیاری نسبتاً زیادہ محفوظ عمل ہے۔ اکبر حمیدی نے بھی ایسے عقائد اور رویے کے بیج بوئے ہیں انہوں نے زندگی کے بہت سے معاملات میں فکر و مشاہدہ کے لئے ایک نیا تناظر فراہم کیا ہے اسے قبول کرنا ضروری نہ سہی لیکن اسے سوچے سمجھے بغیر مسترد کر دینا بھی مناسب نہیں اگرچہ اردو میں انشائیے ۳۰۔۳۵ سال سے لکھے جا رہے ہیں۔ لیکن اس دوران میں انشائیوں کے اچھے مجموعے بہت کم منظر عام پر آئے ہیں شائد اتنے کم کہ ایک ہاتھ کی پانچ انگلیوں پر بھی انہیں گننا آسان ہیں۔ بہر حال اب ان کی تعداد جو بھی ہو ان میں اکبر حمیدی کے دونوں مجموعے "جزیرے کا سفر" اور "تتلی کے تعاقب میں" کو شامل کرنا بے جا نہ ہوگا۔ مجھے امید ہے کہ اکبر حمیدی کے انشائیوں کا یہ دوسرا مجموعہ بھی شوق سے پڑھا جائیگا۔ اور قدر کی نگاہ سے دیکھا جائے گا۔

فلیپ پر لکھی ہوئی دو مختصر تحریریں اور بھی ہیں وہ بھی ہم یہاں پیش کر دینا چاہتے ہیں۔ حامد برگی جو خود ایک بہت اچھے شاعر ہیں (نثر نگاری کے متعلق کچھ نہیں کہہ سکتے) لکھتے ہیں۔

اکبر حمیدی اس اعتبار سے ایک عظیم تخلیق کار ہے۔ کہ وہ سوچ اور احساس کی اچھوتی اور نت نئی باتیں تخلیق کرتا ہے۔ وہ عام قاری کا انشائیہ نگار نہیں۔ وہ عام قاری سے توقع رکھتا ہے کہ وہ اپنی تہذیب وارتقاء سے اس کی سطح تک پہنچے اکبر حمیدی ہر انشائیے کو چاول کے دانے پر سورہ یٰسین کی طرح لکھتا ہے۔

سلیم آغا قزلباش کہتے ہیں "اکبر حمیدی کے انشائیوں کا ایک پہلو تاریخی شعور ہے اور یہ تاریخی شعور دراصل روایت کا شعور ہے ان کے انشائیوں میں نکتہ آفرینی اور فلسفیانہ موشگافی کا پہلو بڑی ہنرمندی سے آیا ہے۔ ان کے انشائیوں کی بڑی خصوصیت یہ ہے کہ ان میں نفسیاتی پہلو کو بڑی خوبصورتی سے برتا گیا ہے۔ اکبر حمیدی نے کہیں بھی سینئیرز سے شعوری طور پر اثر قبول نہیں کیا۔ بلکہ وہ اپنی ایک الگ چھاپ ابھارنے میں کامیاب ہو گئے ہیں"۔

اس کتاب کے ناشر پرنٹ پبلشر پوسٹ بکس نمبر ۲۰۵۳ اسلام آباد ہیں۔ اور اسکے تقسیم کار طفیل سنز پبلشرز بک سیلرز اللہ دتا مارکیٹ آبکاری روڈ انار کلی لاہور۔ اور اسکی قیمت ۔/۶۰ روپے ہے۔

اتنے اچھے اچھے ادیبوں کی تعارفی تحریروں کے بعد ہم اب کیا کہیں سوائے اس کے کہ اس کتاب میں ۳۲ انشائیے ہیں ٹائٹل کے آخری صفحے پر اکبر حمیدی کی تصویر ہے۔ اگر اکبر حمیدی ہمارے اتنے قریبی اور عزیز دوست نہ ہوتے جتنے کہ وہ ہیں تو ہم اس تصویر کے متعلق کچھ نہ کہتے۔ ہر شخص کا اپنا اپنا ذوق ہے۔ اور وہ جس طرح چاہے اپنے چہرے کو پلیش کرے۔ یہ اس کا بنیادی حق ہے۔ بالوں کی کانٹ چھانٹ اور چہرے پر عینک ہو یا نہ ہو۔ یہ اسکی اپنی مرضی لیکن ہماری یہ خواہش ہے کہ آئندہ اکبر حمیدی کی کسی کتاب پر اس قسم کی تصویر نہیں چھپنی چاہیے کہ عینک سے یہ محسوس کیا جائے کہ غالباً اکبر حمیدی بینا نہیں۔ وہ خدا کے فضل سے دانا و بینا ہیں۔ اور دیکھنے اور بہت دور تک دیکھنے والی نظر رکھتے ہیں۔ یہ عینک ہمیں کبھی پسند نہیں آئی۔ البتہ جیسے ہم نے پہلے کہا ہے انہیں اس بات کا بنیادی حق ہے۔ کہ اگر وہ چاہیں تو یہی رنگ دار عینک استعمال کر کے اپنی تصویریں چھپواتے رہیں اور آئندہ آنے والے مورخ کو اس بات کی تحقیق پر آمادہ کریں کہ وہ یہ عینک کیوں پہنتے تھے۔

(ن۔ س)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

اطلاعات و اعلانات

سانحہ ارتحال

○ میرا بیٹا مجیب احمد قریشی ابن قریشی عزیز احمد بھاگلپوری مورخہ ۲۱ جولائی ۱۹۹۰ء بوقت بعد دوپہر ۳۰-۲ بروز ہفتہ بعارضہ کینسر النور سوسائٹی کراچی میں بعمر ۳۶ سال وفات پا گیا۔ بعد نماز مغرب بیت النور میں مکرم و محترم خالد احمد مبشر مربی سلسلہ عالیہ احمدیہ حلقہ النور سوسائٹی کراچی نے نماز جنازہ پڑھائی۔ قطعہ ۱ احمدیہ قبرستان پیری اسٹیل ٹاؤن میں تدفین مکمل ہونے پر مکرم جلال الدین صاحب نے دعا کروائی۔ اپنے بیٹے کی بلندی درجات کے لئے دعا کی درخواست کرتی ہوں۔ حلقہ النور سوسائٹی کے ان تمام عہدیداران کی نہایت شکرگزار ہوں جنہوں نے میرے اس غم میں مکمل طور پر شرکت کرتے ہوئے ہم سب کی دلجوئی کی۔ اللہ تعالیٰ ان کو اس کی بہترین جزائے خیر عطا کرے۔

ساجدہ رضوی اہلیہ قریشی عزیز احمد بھاگلپوری

○ مکرم دین محمد شاہد صاحب مربی سلسلہ کے سب سے چھوٹے بھائی عزیزم غلام مرتضیٰ قضائے الٰہی سے مورخہ ۲۵ جولائی ۱۹۹۰ء کو ۲۸ سال کی عمر میں مغربی جرمنی کے شہر گمنگڈن میں کار کے حادثہ میں جاں بحق ہو گئے۔ ان کی نعش حیدرآباد سندھ میں لائی گئی جہاں مورخہ ۳۰ جولائی کو مکرم میر عبدالرشید تبسم مربی سلسلہ احمدیہ نے نماز جنازہ پڑھائی۔ مکرم امیر جماعت احمدیہ میر نور احمد تالپور سمیت سینکڑوں احباب نے شرکت کی۔ احباب کی خدمت میں عزیز کی بلندی درجات اور لواحقین کے صبر جمیل نیز ضعیف والدہ محترمہ اور عزیز کی اہلیہ اور ڈیڑھ سالہ بچی کے لئے خصوصی دعا کی درخواست ہے۔

○ مکرم کرامت حسین مختار صاحب اورنگی ٹاؤن کراچی کے والد محترم مختار احمد مورخہ ۱۲ جولائی ۹۰ء بروز جمعرات رات دس بجے تقریباً ۱۰۰ سال کی عمر پانے کے بعد ٹہانی موضع گوئی ضلع کوٹلی آزاد کشمیر میں وفات پا گئے ہیں۔

آپ بتایا کرتے تھے جب حضرت بانیٔ سلسلہ کے وقت میں سورج گرہن ہوا تو انہیں یاد ہے۔ اس کے بعد ہمارے گاؤں ٹائیں منکوٹ ضلع پونچھ کشمیر سے دو افراد پر مشتمل ایک وفد قادیان گیا جس نے واپس آکر حضرت بانیٔ سلسلہ کی سچائی کی تصدیق کی تو ہمارے خاندان نے بلا چون و چرا احمدیت قبول کر لی۔ اور اس کے بعد کئی ایک مصائب آئے۔ آپ تہجد گزار، دعاگو، نمازوں کے پابند اور تنگی و تکلیف میں صابر رہتے تھے آپ کچھ عرصہ ٹائیں منکوٹ ضلع پونچھ کی جماعت کے صدر بھی رہے

احباب جماعت سے ان کی بلندی درجات کے لئے دعا کی درخواست ہے

افسوس سے اطلاع دی جاتی ہے کہ

○ محترم چوہدری نور احمد صاحب (شکار والا) مورخہ ۸/۸/۹۰ بروز بدھ سوا دو بجے بعد دوپہر دن بقضائے الٰہی دل کا دورہ پڑنے سے وفات پا گئے۔ موصوف موصی تھے آپکی نماز جنازہ مورخہ ۹/۸/۹۰ بروز جمعرات بعد نماز عصر بیت المہدی میں محترم صوبیدار صلاح الدین صاحب نے پڑھائی۔ اس کے بعد بہشتی مقبرہ میں تدفین عمل میں آئی۔ آخر میں دعا محترم مولوی ابراہیم صاحب بھانبڑی صدر صاحب محلہ دارالنصر غربی نے کروائی۔

اپنے پسماندگان میں بیوہ کے علاوہ پانچ بیٹے دو بیٹیاں اور دو بھائی سوگوار چھوڑے ہیں۔

اُن کی بلندی درجات کے لئے دعا کریں۔

درخواست دعا

○ مکرم ارشد محمود تبسم صاحب گوجرانوالہ عرصہ تین سال سے بیمار چلے آ رہے ہیں پیشاب کی تکلیف لاحق ہے

○ مکرم شریف احمد اشرف صاحب مربی سلسلہ عالیہ احمدیہ چکوال عرصہ سات سال سے آنکھوں کی بیماری میں مبتلا ہیں۔ متعدد علاج کروائے ہیں لیکن شفایابی میسر نہیں ہو رہی۔

احباب سے ان کے لئے دعا کی درخواست ہے۔

ولادت باسعادت

مکرم ڈاکٹر عبدالخالق صاحب (مہتمم عمومی) جو آج کل بطور نمائندہ خدام الاحمدیہ جلسہ سالانہ برطانیہ پر تشریف لے گئے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے ۳۰ جولائی کی صبح انہیں تیسرے بچے سے نوازا۔ جس کا نام حضور ایدہ اللہ نے عبدالفاتح تجویز فرمایا ہے۔ نومولود مکرم مولانا غلام باری سیف صاحب کا پوتا اور مکرم مرزا منور بیگ صاحب آف کوئٹہ کا نواسہ ہے

احباب دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ نومولود کو نیک خادم دین اور والدین کے لئے قرۃ العین بنائے

(حافظ مظفر احمد
صدر مجلس خدام الاحمدیہ پاکستان)

ڈاکٹر عمر الدین صاحب کی وفات پر

قرارداد تعزیت

مکرم ڈاکٹر عمر الدین سدھو صاحب جو سلسلہ عالیہ احمدیہ کے ایک نہایت ہی مخلص اور بے لوث خدمت کرنے والے خادم تھے مورخہ ۸ جولائی ۱۹۹۰ء کو حرکت قلب بند ہو جانے سے وفات پا گئے۔ آپ کی عمر ۸۲ سال تھی۔

محترم ڈاکٹر صاحب نے ۱۹۶۸ء میں سرکاری ملازمت سے ریٹائرمنٹ کے بعد اپنی زندگی خدمت سلسلہ کے لئے وقف کر دی اور ۱۹۶۹ء سے ۱۹۸۱ء تک مسلسل ۱۲ سال مجلس نصرت جہاں کے تحت مغربی افریقہ کے ممالک نائیجیریا۔ سیرالیون اور گیمبیا میں جماعت کے ہسپتالوں میں نہایت شاندار اور قابل قدر طبی خدمات سرانجام دیں۔ پاکستان واپس آکر آپ کو سلسلہ کی مختلف نوعیت کی خدمات سرانجام دینے کی توفیق ملی۔

محترم ڈاکٹر عمر الدین صاحب ایک نہایت ہی مخلص۔ دعاگو۔ تہجد گذار بزرگ تھے اور آپ کا دل ہمدردیٔ خلائق سے لبریز تھا۔ آپ نے افریقہ میں جماعت کے طبی ادارہ جات کی ترقی اور کامیابی کے لئے نہایت ہی محنت۔ توجہ اور انتھک مساعی سے خدمات سرانجام دیں۔

مجلس نصرت جہاں ایسے مخلص اور بے لوث خدمت سرانجام دینے والے خادم سلسلہ کی وفات پر دلی تعزیت اور ہمدردی کا اظہار کرتی ہے۔

دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ آپ کو اپنے جوار رحمت میں جگہ دے اور آپ کے پسماندگان اور لواحقین کو یہ صدمہ صبر و تحمل سے برداشت کرنے کی توفیق دے۔

(سیکرٹری مجلس نصرت جہاں)

خدام کی توجہ کے لئے

شعبہ تعلیم خدام الاحمدیہ کے تحت دوران سال کے چوتھے مقابلہ مضمون نویسی کا عنوان "سچائی" ہے جس کے مرکز میں پہنچنے کی آخری تاریخ ۱۵ اکتوبر ۹۰ء ہے۔

(مہتمم تعلیم)

اعلانِ داخلہ

کیڈٹ کالج حسن ابدال میں ۱۹۹۱ء کے لئے آٹھویں جماعت میں داخلے کے لئے فارم جمع کروانے کی آخری تاریخ ۳۰ ستمبر ۱۹۹۰ء ہے۔ کالج پراسپکٹس مع فارم بذریعہ ڈاک منگوانے کے لئے مبلغ ۵۵ روپے کے کراسڈ پوسٹل آرڈر بنام پرنسپل کالج ارسال کریں۔ چیک یا بینک ڈرافٹ قابل قبول نہ ہوگا۔ پراسپکٹس مبلغ پچاس روپے کی ادائیگی پر کالج سے دستی بھی حاصل کئے جا سکتے ہیں۔

شرائط داخلہ

(۱) داخلہ صرف آٹھویں جماعت میں ہوگا۔

(۲) یکم جنوری کو امیدوار کی عمر ۱۱½ سال سے کم اور ۱۳½ سال سے زیادہ نہ ہو۔ (عمر میں کسی قسم کی رعایت نہ ہوگی)۔

(۳) مارچ ۱۹۹۱ء تک امیدوار کو ساتویں کلاس (یا اس کے مساوی درجہ) پاس کر لینا چاہیئے۔

(نظارت تعلیم)

ایم بی بی ایس میں داخلہ برائے سال ۱۹۹۰-۱۹۹۱

○ ستمبر ۱۹۹۰ء کے وسط میں شروع ہونیوالے تعلیمی سال ۱۹۹۰-۱۹۹۱ء کے لئے پنجاب میں میڈیکل کالجوں میں فرسٹ ائیر ایم بی بی ایس کلاس میں داخلہ کے لئے پنجاب ڈومیسائیلڈ امیدواروں (مرد و خواتین) سے مجوزہ فارموں پر درخواستیں مطلوب ہیں ایسے طلبہ جو اپنا ایف ایس سی (پری میڈیکل) بی ایس سی (ایف ایس سی پری میڈیکل کے ساتھ) یا مساوی امتحان کم از کم ۵۰ فیصد مارکس حاصل کر کے پاس کر چکے ہیں۔ درخواستیں معہ ۲ عدد تصدیق شدہ عکسی نقول پرنسپل کنگ ایڈورڈ میڈیکل کالج لاہور/چیئرمین داخلہ بورڈ کے دفتر میں کسی یوم کار کو صبح ۸ بجے تا ۳۰-۱ بجے دوپہر زیادہ سے زیادہ جمعرات ۲۳/۸/۹۰ کو ۰۰-۱۲ بجے دوپہر تک ارسال کی جائیں۔ سمندر پار پاکستانیوں کے بچوں کے لئے تخصیص کردہ نشستوں پر داخلہ بھیجنے کی آخری تاریخ ۳۱/۸/۹۰ ہے۔

مزید تفصیلات کے لئے روزنامہ جنگ ۷ اگست ۹۰ء ملاحظہ فرمائیں۔

(نظارت تعلیم)

بقیہ: صفحہ ۵ سے آگے

ہے سے اپنے تعلق کا خاص طور پر تو اظہار نہیں کیا لیکن اس میں کیا شک ہے کہ اسی خاد کے ذریعے تمام تشدد کروایا جاتا تھا اور مخالفین کو ہلاک کرنے کی کارروائیاں بھی اس کے سپرد تھیں

حبوب مفید اٹھرا
HABOOB-I-
MUFEED-I-ATTHRA
۲۰ گرام ۱۵/- روپے
NASIR ناصر
۶۰ گرام ۴۵/- روپے
ناصر دواخانہ رجسٹرڈ ربوہ

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ملک پراپرٹی ڈیلر
گولبازار ربوہ
فون آفس پی پی ۹۹۷
گھر ۳۶۰

دوا تدبیر ہے اور دعا اللہ تعالیٰ کے فضل کو جذب کرتی ہے

حبوب مُفید اٹھرا ۱۵/- ، ۴۵/-	اکسیر اولادِ نرینہ (کورس) ۱۵۰/-	زدجامِ عشق ۱۲۰/-
تریاقِ معدہ ۸/- ، ۱۶/-	روشن کاجل ۵/-	سُرمہ جواہر ۵/-

ناصر دواخانہ (رجسٹرڈ) گولبازار ربوہ
فون نمبر ۶۳۴

ربوہ میں جدید ترین کلینیکل لیبارٹری
سنٹرل لیب
متصل یونائیٹڈ بینک گولبازار
خدا کے فضل سے ربوہ شہر اپنے ماہر اور بے لوث ڈاکٹروں کیلئے ملک گیر اہمیت اختیار کرتا جارہا ہے
سنٹرل لیب میں جدید ترین مشینوں SPECTRONIC 21 اور FLAME PHOTOMETER سے ۱۰۰ سے زائد لیبارٹری ٹیسٹ ہورہے ہیں۔ اب مریضوں کو لاہور یا فیصل آباد جانا نہیں پڑتا۔
مریض کا گھر سے خون لانے کا انتظام ہے۔

سرگن اور اپھارہ
نیز دیگر امراض حیوانات مثلاً منہ کھر، زہرباد، سوزش پستان، فالج، مٹک، نتھنوں میں ناڑ وغیرہ پیدا ہونا، گل گھوٹو (خناق) کنار، داہ اور چیچک وغیرہ کیلئے کیوریٹو ادویات مندرجہ ذیل سٹاکسٹس سے کمپنی کے مقررہ نرخ پر حاصل کریں (ویٹرنری ڈاکٹرز فری لٹریچر و سمپلز براہ راست کمپنی سے طلب فرمائیں)

لاہور: پاکستان میڈیکوز لوئر مال
فیصل آباد: جاوید کیوریٹو شفاخانہ حیوانات نزد پل ستیانہ روڈ
کراچی: شہزاد میڈیکل سٹور بھینس کالونی روٹ نمبر ۵ لانڈھی
راولپنڈی: جرمن ہومیو لیبارٹریز بوہڑ بازار
ملتان: زکریا میڈیکل سٹور بیرون لوہاری گیٹ
سیالکوٹ: الرحمن ہومیو دواخانہ بالمقابل مغل محل سینما ڈسکہ روڈ
بھکر: حبیب میڈیکل سٹور ریلوے روڈ
تھرپارکر ضلع: نواز میڈیکل سٹور جھڈو نزد پوسٹ آفس ضلع تھرپارکر
رحیم یار خان: رحمٰن میڈیکل سٹور کچی منڈی لیاقت پور ضلع رحیم یار خان

کیوریٹو میڈیسن (ڈاکٹر راجہ ہومیو) کمپنی رجسٹرڈ
لاہور کراچی
ہیڈ آفس ربوہ
فون نمبر: ۶۰۶، ۷۷۱

خبریں

ملکی خبریں

○ باوثوق ذرائع کے مطابق نگران حکومت میں شامل وفاقی وزیر ملک غلام مصطفیٰ کھر کے خلاف قائم مقدمات کے جو چالان عدالتوں میں پیش کئے جانے تھے ایک حساس ادارے کی ہدایت پر یہ چالان عدالتوں میں جانے سے روک دیئے گئے۔

○ راجہ بازار میں ہفتہ کی سہ پہر بم کا دھماکہ ہوا۔ جانی یا مالی نقصان کے متعلق کوئی اطلاع موصول نہیں ہوئی۔

○ راولپنڈی میں ایک اجتماع سے خطاب کرتے ہوئے پاکستان پیپلز پارٹی کی شریک چیئر پرسن اور سابق وزیرِ اعظم محترمہ بےنظیر بھٹو نے کہا ہے کہ ہمیں عوام کی خدمت اور ملک کے وقار کو سربلند کرنے کے لئے کسی کے سرٹیفکیٹ کی ضرورت نہیں ہے۔ ہمیں صرف عوام کے سرٹیفکیٹ کی ضرورت ہے۔ ہمیں قوم کی مکمل تائید اور حمایت حاصل ہے۔ ہم قوم کے حقوق کے لئے لڑتے رہے ہیں اور ہمیشہ لڑتے رہیں گے۔ خطاب کرتے ہوئے بےنظیر بھٹو نے کہا کہ عوام کی عدالت میں ہم ہر الزام کا جواب دیں گے۔ ہمارے ہاتھ بندھے ہوئے تھے پھر بھی بیس (۲۰) مہینوں میں عوام کی خدمت میں کوئی کسر نہیں چھوڑی۔

غیر ملکی خبریں

○ عراق کے خلاف تجارتی پابندیاں لگائے جانے کے بعد پہلی دفعہ امریکی بحریہ نے دو عراقی مال بردار جہازوں کو کویت کے ساحل کے پاس روک لیا۔ تاہم دونوں جہاز خالی ہونے کی وجہ سے انہیں سفر جاری رکھنے کی اجازت دے دی گئی۔

○ بھارت نے عراق سے کہا ہے کہ وہ کویت سے اپنی تمام فوجیں واپس بلالے اور کویت کی سابقہ حکومت بحال کرے۔ آل انڈیا ریڈیو کے مطابق اس بات کا اعلان بھارتی وزیرِ اعظم وی۔ پی۔ سنگھ نے پارلیمانی پارٹی کی ایک میٹنگ میں کیا۔ انہوں نے کہا کہ بھارت بین الاقوامی تنازعات کو تشدد کے ذریعے حل کرنے کا ہمیشہ ہی مخالف رہا ہے۔

○ روس نے چین سے ملحقہ سرحدی دریائی ڈیلٹا کا علاقہ چین کو واپس کرنے پر رضامندی ظاہر کردی ہے۔ یہ علاقہ دونوں ملکوں میں بڑا سرحدی تنازعہ تھا جو حل ہوگیا ہے۔ چین کی روسی و شرقی یورپی معاملات کی انسٹیٹیوٹ کے ڈائریکٹر ژور کوئی نے کہا کہ جونہی دونوں ملکوں میں اس معاملے پر حتمی بات چیت ہو جائے گی روس اس علاقے پر چینی اقتدارِ اعلیٰ کو تسلیم کرتے ہوئے یہاں سے اپنی فوجیں ہٹالے گا۔

روائتی زیورات جدید فیشن کے ساتھ
شریف جیولرز
اقصیٰ روڈ۔ ربوہ
فون
دکان: ۶۴۹
رہائش: ۸۴۱

ربوہ اور ربوہ کے گردونواح میں ہر قسم کی جائیداد کی خرید و فروخت ہمارے ذریعہ کیجئے اور خدمت کا موقع دیجئے۔
شریف احمد بھٹی
پراپرٹی سنٹر
ریلوے روڈ رحمت بازار۔ ربوہ
فون: گھر: ۸۳۱ آفس: ۵۲۰

پتہ